# اقامت کے آداب

## تکبیر سے پہلے بسم اللہ:

سوال: ایک شخص وقت شروع کرنے تکبیر جماعت کے پہلے بسم اللہ پڑھ کر تکبیر شروع کرتا ہے، دوسرا شخص کہتا ہے یہ ناجائز ہے؟

الجواب

اس میں کچھ حرج نہیں ہے؛ ہر ایک کام کے اول میں بسم اللہ کہنا بہتر اور افضل ہے۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۹۶/۲)

## اقامت سے پہلے درود شریف:

سوال: ایک عالم صاحب کا کہنا ہے کہ اقامت سے پہلے درود شریف پڑھے، کیا حدیث میں ایسا کرنا ثابت ہے

(محمد عبدالواحد، پالونچہ)

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام بھیجنا نہایت اجر وثواب کا کام ہے، لیکن اقامت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عہد میں درود شریف پڑھنا ثابت نہیں،(۲) حدیث کی کتابوں میں اذان واقامت کے ابواب موجود ہیں۔

---

(۱) عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: كل كلام أو أمر ذی بال لا يفتح بذكر اللّٰه عزوجل فهو أبتر أو قال أقطع. (مسند الإمام أحمد، صحيفة همام بن منبه (ح:٨٦٩٧) انيس)

(۲) لا كلام فی أنّ الصلاة والسلام على النبی صلى اللّٰه عليه وسلم عقب الأذان مطلوبان شرعًا لو رود الأحاديث الصحيحة ... إنما الخلاف فی الجهر بهما على الكيفية المعروفة والصواب أنها بدعة مذمومة بهذه الكيفية التی جرت بهما عادة المؤذنين من رفع الصوت بهما كالأذان والتمطيط والتغنی فإنّ ذلک إحداث شعار دينی على خلاف ما عهد عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم وأصحابه والسلف الصالح من أئمة المسلمين وليس لأحد بعدهم ذلک ... ومن ثم قال العلامة ابن حجر فی فتاويه الكبرىٰ: من صلى على النبی صلى اللّٰه عليه وسلم قبل الأذان أو قال محمد رسول اللّٰه بعده معتقدًا سنيته فی ذلک المحل ينهى ويمنع منه لأنه تشريع بغير دليل ومن شرع بغير دليل يزجر ويمنع. (الأبداع فی مضار الابتداع: ٧٧-٧٨، ط: المكتبة العلمية، المدينة المنورة)

اسی طرح فقہ حنفی کی کتب میں بھی اذان واقامت سے متعلق ایک ایک حکم کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، اس میں اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنے کا ذکر نہیں۔

ہاں! عام حالات میں جتنا درود پڑھا جائے؛ کم ہے۔ (کتاب الفتاویٰ:٢/١٤٧-١٤٨)

## تکبیر اقامت درود پڑھ کر بآواز بلند کہنا:

سوال: تکبیر (اقامت) درود پڑھ کر کہنا وہ بھی بآواز بلند کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

یہ ثابت نہیں ہے، عبادات میں وہی کام کرنا چاہئے؛ جو حدیث وفقہ سے ثابت ہو، بالخصوص فرائض میں۔(١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ابوالمحاسن محمد سجاد کان اللہ لہ۔٢١/١١/١٣٤٤ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:١/٤٥)

## جماعت کے وقت مؤذن کا بآواز بلند درود شریف پڑھنا:

سوال: بعض جگہ یہ دستور ہے کہ جس وقت نماز کے واسطے جماعت کھڑی ہوتی ہے تو مؤذن تکبیر پڑھنے سے پہلے بآواز بلند درود شریف پڑھتا ہے پھر اس کے ملحق تکبیر پڑھتا ہے اور ہر جماعت کے وقت یہی دستور اختیار کیا جاتا ہے آیا یہ طریقہ شرعاً مستحسن ہے اور اس طریقہ کے لئے شرعی ثبوت موجود ہے، اگر شرعی ثبوت نہیں ہے، تو یہ فعل کیسا ہے؟

(المستفتی نمبر:٢٣٩٦، چودھری اسلوب الٰہی صاحب، دہلی، ١٣/جمادی الثانیہ ١٣٥٧ھ/١١/اگست ١٩٣٨ء)

الجواب ــــــــــــــــ

اقامت سے پہلے بآواز بلند درود شریف پڑھنا کہیں ثابت نہیں، نہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ صحابۂ کرام اور ائمہ عظام کے زمانے میں اور اگر اس کو ایک طریقہ دائمہ بنالیا جائے تو بدعت ہے۔(٢) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔ (کفایت المفتی:٣/٥٥-٥٦)

(١) قال ابن نجيم رحمه الله: ولأن ذكر الله تعالىٰ إذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت أوبشيء دون شيء لم يكن مشروعاً حيث لم يرد الشرع به؛ لأنه خلاف المشروع. (البحر الرائق، باب العيدين: ٢/١٥٩)

(٢) عن عائشة قالت: "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهورد". (البخاري، باب إذا اصطلحوا على صلح جوز: ١/٣٦٦، ط: قديمي كتب خانه، كراچي)

فائدة: التسليم بعد الأذان حدث في ربيع الآخر سنة سبعمأة وإحدىٰ ثمانين، الخ، وهو بدعة حسنة. (الدر المختار، باب الأذان، مطلب في أذان الجوق: ١/٣٩٠، ط: سعيد كمپني)

## اقامت میں دائیں بائیں کومڑنا:

سوال: اقامت کے اندر بھی مثل اذان کے "حی علی الصلاۃ" و"حی علی الفلاح" کہنے کے وقت داہنے اور بائیں منھ پھیرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

روایات کتب فقہ سے ظاہر ہے کہ اقامت مثل اذان کے ہے اور جو مواقع اختلاف کے ہیں ان میں فقہا و محققین نے تحویل وجہ کو نہیں لکھا، بلکہ تحویل وجہ میں اقامت کو مثل اذان کے قرار دیا ہے۔(١)

لہٰذا راجح یہی ہے کہ تحویل وجہ اقامت میں بھی ہو، مگر چونکہ بعض علما نے اس علت سے کہ اقامت اعلام حاضرین کے لئے ہے، تحویل وجہ کو حیعلتین میں سنت نہیں سمجھا، اس لئے اس میں گنجائش ہے، لیکن جو علما اس تحویل کو سنت نہیں فرماتے؛ وہ بھی اس کو منع نہیں کرتے، بلکہ غایت یہ کہ ضروری نہیں فرماتے، تو اس اعتبار سے بھی فعل اس کا اولیٰ ہے، ترک سے۔ لہٰذا معمول بہ بنانا اس کو مناسب ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ٨٩/٢-٩٠) ☆

(١) والإقامة كالأذان فيمامر. (الدر المختار)

قال الشامي: ... أراد بمامر أحكام الأذان العشرة المذكورة في المتن وهي أنه سنة للفرائض وأنه يعاد إن قدم على الوقت وأنه يبدأ بأربع تكبيرات وعدم الترجيع وعدم اللحن والترسل والالتفات والاستدارة وزيادة "الصلاة خير من النوم" في أذان الفجر وجعل أصبعيه في أذنيه ثم استثنى من العشرة ثلاثة أحكام لاتكون في الإقامة فأبدل الترسل بالحدر و "الصلاة خير من النوم" بـ"قد قامت الصلاة" وذكر أنه لايضع أصبعيه في أذنيه فبقيت الأحكام السبعة مشتركة. (رد المحتار، باب الأذان، مطلب في أول من بنى المنابر للأذان: ٣٦٠/١، ظفير)

## ☆ اقامت میں دائیں بائیں چہرہ پھیرنا:

سوال: اذان کہتے ہوئے "حي علی الصلاۃ" پر دائیں طرف اور "حي علی الفلاح" پر بائیں طرف رخ کیا جاتا ہے، کیا اقامت کہتے ہوئے بھی اسی طرح دائیں اور بائیں رخ کرنا چاہئے؟ (محمد فیاض، یاقوت پورہ)

الجواب

اذان میں "حي علی الصلاۃ" اور "حي علی الفلاح" پر دائیں اور بائیں گردن موڑنا حدیث سے ثابت ہے۔

(چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ عمل احادیث میں موجود ہے: "رأيت بلالا خرج إلى الأبطح، فأذن، فلما بلغ "حي على الصلاة، حي على الفلاح"، لوى عنقه يمينا وشمالا ولم يستدر". (سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٥٢٠، باب في المؤذن يستدير في أذانه، محشی)

لیکن اقامت میں اس طرح کہنا ثابت نہیں، وجہ اس کی ظاہر ہے کہ اذان میں دور کے لوگوں کو باخبر کرنا مقصود ہے، اس لئے دائیں بائیں رخ کیا جاتا ہے، تاکہ ہر طرف مؤذن کی آواز پہنچ جائے، اقامت کا مقصد جو لوگ مسجد میں موجود ہیں، صرف ان کو متوجہ کرنا ہے اور اس میں دائیں بائیں رخ کرنے کی حاجت نہیں؛ ==

## اقامت میں دائیں بائیں مڑنے کا حکم:

سوال: اقامت میں بھی مثل اذان کے "حی علی الصلاۃ" اور "حی علی الفلاح" کے وقت دائیں بائیں منھ پھیرنا چاہیے یا نہیں، اکثر کتب متون وشروح فقہ میں لکھا ہے کہ: "الإقامة مثل الأذان أو مثله، الخ" تو آیا مثلیت میں تحویل وجه اور التفات إلى اليمين والشمال داخل ہے یا نہیں؟

الجواب

ہاں اقامت میں بھی مثل اذان "حی علی الصلاۃ" اور "حی علی الفلاح" کے وقت منھ پھیرنا چاہیے، کیونکہ تحویل وجہ سنت ہے۔

(ويلتفت فيه) وكذا فيها مطلقًا (يمينًا ويسارًا) ... (بصلاة وفلاح) لأنه سنة الأذان مطلقًا. (الدر المختار)(۱) والله أعلم (کفایت المفتی: ۴۶/۳)

## اقامت میں التفات ہے یا نہیں:

سوال: مؤذن اذان کہتے وقت "حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح" میں جس طرح منہ دائیں بائیں پھیر لیتا ہے، کیا اس طرح اقامت میں بھی "حی علی الصلاۃ" و "حی علی الفلاح" پر منہ دائیں بائیں پھیرلے؟

مولانا عبدالشکور صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) لکھنوی نے علم الفقہ: ۱۰/۲، میں صرف اذان میں "حی علی الصلاۃ" و "حی علی الفلاح" پر منہ دائیں بائیں پھیرنے کو مسنون لکھا ہے۔(۲)

لیکن صاحب درمختار دونوں کو مسنون کہتے ہیں، ان کی عبارت یہ ہے:

"ويلتفت فيه، وكذا فيها مطلقاً". (كتاب الصلاة، باب الأذان)(۳)

صحیح مسئلہ کیا ہے، وضاحت فرمائیں؟

== گو بعض فقہا نے اقامت میں بھی اذان کی مماثلت کی وجہ سے دائیں بائیں رخ کرنے کو کہا ہے، لیکن اکثر فقہا کے نزدیک زیادہ صحیح اور درست یہی رائے ہے کہ اقامت میں "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" پر دائیں بائیں رخ کرنا مستحب نہیں۔

علامہ ابن نجیم مصریؒ کہتے ہیں:

"لايحول فيها لأنها إعلام للحاضرين". (البحر الرائق: ۲۵۸/۱)

اور جوہرہ میں ہے: "هل يحول في الإقامة؟ قيل: لا، لأنها إعلام للحاضرين". (الجوهرة النيرة: ۲٦/۱، طبع: دیوبند)

(کتاب الفتاویٰ: ۱۴۸/۲-۱۴۹)

(۱-۳) الدر المختار على صدر ردالمحتار، باب الأذان، مطلب في الكلام على حديث "الأذان جزم": ۳۸۷/۱، ط: سعيد

(۲) علم الفقہ حصہ دوم، اذان اور اقامت کا مسنون طریقہ، ص: ۱۵۵، دارالاشاعت اردو بازار، کراچی

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اس میں دونوں قول ہیں، بعض نے کہا ہے کہ اگر جگہ بڑی ہو تو دونوں طرف پھرالے ورنہ نہیں:

**”وأطلق فی الالتفات،ولم یقیده بالأذان،وقدمنا عن القنیة أنه یحول فی الإقامة أیضًا،وفی السراج الوهاج:لا یحول فیها؛لأنها لإعلام الحاضرین،بخلاف الأذان فإنه إعلام للغائبین،وقیل: یحول إذا کان الموضع متسعًا،الخ“.** (البحر الرائق: ۲۵۸/۱)(۱)**فقط واللّٰه تعالٰی أعلم**

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند-۱۲/۸/۱۳۸۸ھ-

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند،۱۲/۸/۱۳۸۸ھ-(فتاویٰ محمودیہ:۴۶۶/۵)

## اقامت میں ”قد قامت الصلاۃ“ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے:

سوال: در اقامت لفظ ”قد قامت الصلوٰۃ“ را بلند کردن چہ حکم دارد؟(۲)

الجواب ـــــــــــــــــــ

حرجے دراں نیست-(۳)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۰۵/۲)

## قد قامت الصلاۃ پر وقف کرنا:

سوال: ”قد قامت الصلاۃ“ پڑھنے کی کیا کیفیت ہے؟ ہر کلمہ پر وقف ضروری ہے یا پہلے کلمہ کا وصل کرکے دوسرے پر وقف کیا جائے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

اذان اور اقامت پڑھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہر کلمہ کو ساکن کرکے پڑھے، اذان میں حقیقتاً وقف کیا جائے اور اقامت میں بہ نسبت وقف ساکن پڑھا جائے، اسی طرح ”قد قامت الصلاۃ“ کو بھی دونوں مرتبہ بہ نیت وقف ساکن کرکے پڑھا جائے، البتہ اذان و اقامت کے تکبیرات میں ہر دو تکبیر ایک کلمے شمار ہوتا ہے۔

---

(۱) البحر الرائق،کتاب الصلاۃ،باب الأذان: ۴۵۰/۱،رشیدیة

(۲) خلاصۂ سوال: اقامت میں لفظ ”قد قامت الصلاۃ“ کو بلند کرنا کیسا ہے؟ انیس

(۳) خلاصۂ جواب: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ انیس

**والإقامة مثل الأذان إلا أنه یزید فیها بعد الفلاح ” قد قامت الصلاۃ“ مرتین،هکذا فعل الملک النازل من السماء وهو المشهور.** (الهدایة،باب الأذان: ۸۳/۱،ظفیر)

**لما قال العلامة عالم بن علاء الأنصاری:یترسل فی الأذان ویحدرفی الإقامة ... الترسل أن یقول"اللّٰه أکبر"ویقف ثم یقول مرة أخری مثله و کذلک یقف بین کلمتین إلی آخر الأذان و الحدر الوصل و السرعة.** (الفتاویٰ التاتاخانیة: ١/ ٥١٨،باب الأذان)(١)(فتاویٰ حقانیہ:٣/ ٥٨)

## "قد قامت الصلاة" کی "تاء" پر کیا حرکت پڑھیں:

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ "قد قامت الصلاةُ،قد قامت الصلاةُ،،("ۃ" پر ضمہ کے ساتھ) پڑھا جائیگا ،اس کے خلاف نہیں، ورنہ اقامت ادا نہ ہوگی۔ دوسرا شخص یہ کہتا ہے کہ "قد قامت الصلاة" پڑھا جائے گا یعنی "ۃ" کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے گا، ایک فریق دوسرے فریق کو کہتا ہے کہ تمہارے طریقے کے مطابق اقامت ادا نہ ہوگی۔ تو اب کس فریق کا اعتبار کیا جائیگا اور صحیح کیا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

آخر والی "تـاء" وقف اور سکتہ کی حالت میں "ھا" ہوجائے گی، لہٰذا اس پر نہ پیش پڑھا جائے گا نہ زیر، اصل کے اعتبار سے اس پر پیش تھا، جب کہ اس پر وقف وسکتہ نہ ہو، سکتہ کے بعد وہ ساکن ہے، (٢) زیر غلط ہے، ترکیب نحوی کے اعتبار سے "الصلاة"، "قد قامت،، کا فاعل ہے، جس پر پیش آئے گا، زیر غلط ہے، غلط سے پورا اجتناب کیا جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ٥/ ٤٦٨-٤٦٩)

## امام کا "قد قامت الصلاة" پر ہاتھ باندھنا:

سوال: اگر کوئی امام تکبیر پوری نہ ہونے دے ہمیشہ "قد قامت الصلاة" پر نیت باندھ لے، تو کیسا ہے؟

---

(١) قال العلامة الشرنبلالی: (یتمهل) یترسل فی الأذان بالفصل بسکتة بین کل کلمتین ویسرع أی یحدرفی الإقامة للأمر بهما فی السنة.

قال السید أحمد الطحطاوی تحت(قوله بین کلمتین):أی جملتین إلا فی التکیر الأول فإن السکتة تکون بعد تکبیرتین(الطحطاوی حاشیة مراقی الفلاح:١٥٧-١٥٨،باب الأذان)

(٢) و فی الإمداد:ویجزم الراء:أی یسکنها فی التکبیر.قال الزیلعی:یعنی علی الوقف،لکن فی الأذان حقیقة وفی الإقامة ینوی الوقف،آه:أی للحدر، وروی ذلک عن النخعی موقوفاً علیه ومرفوعاً إلی النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم أنه قال:"الأذان جزم،والإقامة جزم،والتکبیر جزم" آه.(رد المحتار، کتاب الصلاة،باب الأذان،مطلب فی الکلام علی حدیث"الأذان جزم": ١/ ٣٨٦، سعید)

الجواب

بہتر یہ ہے کہ تکبیر ختم ہونے پر امام نیت باندھے اور اگر ''قد قامت الصلاة'' پر نیت باندھے، تو یہ بھی جائز ہے اور متون کتب فقہ میں ایسا ہی لکھتے ہیں، مگر اولیٰ اول ہے۔(١) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:١١٣/٢)

## امام نماز کس وقت شروع کرے:

سوال: امام کو نماز کس وقت شروع کرنی چاہیے؟

الجواب

مستحب یہ ہے کہ امام نماز ''قد قامت الصلوٰة'' کے وقت شروع کرے، اگر چہ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ مقیم (اقامت کہنے والے) کی فراغت تک انتظار کرے، لیکن یہ اختلاف نفس استحباب میں ہے۔

**قال العلامة حسن بن العمار الشرنبلالی: ومن الآداب شروع الإمام أی إحرامه مذ قیل أی عند قول المقیم:" قد قامت الصلاة" عندهما۔ وقال أبویوسف: یشرع إذا فرغ من الإقامة فلو أخرحتی یفرغ من الإقامة لا بأس به فی قولهم جمیعاً. (مراقی الفلاح علیٰ صدر الطحطاوی، فصل آداب الصلوٰة: ٢٢٥)(٢)**

(فتاویٰ حقانیہ:١٠٦/٣۔١٠٧)

## امام کے عمامہ باندھنے سے پہلے اقامت ختم ہوگئی، تو کیا پھر تکبیر کہی جائے:

سوال: امام مصلی پر رومال یا عمامہ باندھ رہا تھا کہ مؤذن نے تکبیر ختم کردی، امام نے کہا پھر تکبیر کہو، آیا دوبارہ تکبیر کی ضرورت تھی یا نہیں؟

الجواب

دوبارہ تکبیر کہنے کی اس صورت میں ضرورت نہ تھی (٣) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:١١٦/٢)

(١) (وشروع الإمام) فی الصلاة (مذ قیل "قد قامت الصلوٰة") و لو أخر حتی أتمها لابأس به إجماعًا، الخ، وهو قول الثانی و الثلاثة، وهو أعدل المذاهب، الخ، وفی القهستانی معزیاً للخلاصة: أنه الأصح. (الدرالمختار)

لأن فیه محافظة علٰی فضیلة متابعة المؤذن وإعانة له علی الشروع مع الأمام. (ردالمحتار، باب صفة الصلاة، آخر آداب الصلاة: ٤٤٧/١، ظفیر)

(٢) المرجع السابق (الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار، قبیل فصل إذا أراد الشروع: ٤٧٩/١)

(وإذا قال) المقیم (حی علی الصلاة) سیجیء مافیه (قام الإمام) بقرب المحراب (والجماعة) مسارعة لامتثال الأمر (وإذا قال: قد قامت الصلاة) الوأولی (شرعوا) وعندأبی یوسف إذا فرغ من الصلاة، وهو أعدل المذاهب قاله ابن الساعاتی وبه قالت الثلاثة. (الدر المنتقی فی شرح الملتقی، کتاب الصلاة: ١٨٨/١، دارالکتب العلمیة، بیروت. انیس)

(٣) صلی السنة بعد الإقامة أو حضر الإمام بعدها لایعیدها (بزازیة) و ینبغی إن طال الفصل أووجد مایعد قاطعاً کأکل أن تعاد. (الدرالمختار)

==

## تکبیر کے بعد دیر سے جماعت ہو تو تکبیر کا اعادہ کیسا ہے:

سوال: اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا، یا زیادہ دیر تک باتیں کیں تو نماز کے واسطے اعادہ اقامت کی حاجت ہے یا نہیں؟

الجواب

عبارت شامی کی "لأن تكرارها غير مشروع إذا لم يقطعها قاطع من كلام كثير أو عمل كثير". (۱) سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادۂ اقامت کی جاوے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/ ۱۱۷-۱۲۲)

## اقامت کے بعد فصل ہو جائے تو کیا اقامت دہرائی جائے:

سوال: اگر اقامت کہی گئی اور اقامت کے فوراً بعد نماز شروع نہیں کی گئی، تو کیا دوبارہ اقامت کہنی چاہئے؟ (محمد ارشد، وجے واڑہ)

الجواب

فقہا نے لکھا ہے کہ اگر اقامت اور نماز کے درمیان طویل فصل ہو جائے تو اقامت باطل ہو جائے گی، اس لئے ایسی صورت میں دوبارہ اقامت کہنی چاہئے، اور اگر معمولی وقفہ ہو، تو دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں، لیکن طویل اور معمولی وقفہ سے کیا مراد ہے؟ فقہا کے یہاں اس سلسلہ میں بالکل واضح بات نہیں ملتی، علامہ ابن نجیمؒ نے بعض اہل علم سے نقل کیا ہے کہ اگر فجر کی اقامت کے بعد امام سنتِ فجر پڑھ لے تو اقامت کو لوٹانا واجب نہیں۔

"صلى سنة الفجر بعدها لا يجب عليه إعادتها". (۲)

---

== قال الشامي: أقول: قال في آخر شرح المنية: أقام المؤذن ولم يصلّ الإمام ركعتي الفجر يصليهما ولا تعاد الإقامة لأن تكرارها غير مشروع إذا لم يقطعها قاطع من كلام كثير أو عمل كثير مما يقطع المجلس في سجدة التلاوة، آه. (رد المحتار، آخر باب الأذان: ۱/ ۳۷۱-۳۷۲، ظفير)

(۱) "أقام المؤذن ولم يصلّ الإمام ركعتي الفجر يصليهما ولا تعاد الإقامة لأن تكرارها غير مشروع إذا لم يقطعها قاطع من كلام كثير أو عمل كثير مما يقطع المجلس في سجدة التلاوة". (الحلبي الكبير شرح منية المصلي، فصل في مسائل شتىٰ آخر كتاب الصلاة: ٦١٩، مطبوعه سنده. انيس)

درمختار میں ہے:

صلى السنة بعد الإقامة أو حضر الإمام بعدها لا يعيدها. (بزازية) وينبغي إن طال الفصل أو وجد ما يعد قاطعاً كأكل أن تعاد. (الدر المختار، آخر باب الأذان: ۱/ ۳۷۱، ظفير)

(۲) البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۱/ ۲٦۳۔

اس سے یہ بات اخذ کی جاسکتی ہے کہ دو ہلکی رکعتوں سے زیادہ تاخیر ہوجائے تو اس کو طویل فصل سمجھا جائے گا۔علامہ شامی نے لکھا ہے کہ طویل گفتگو یا کوئی اور طویل عمل پایا جائے ،جس کو سجدۂ تلاوت کے مسئلہ میں مجلس کی تبدیلی کا باعث قرار دیا جاتا ہے،تو اقامت دہرائی جائے گی ،ورنہ نہیں:

**" ... إذا لم يقطعها قاطع من كلام كثير أوعمل كثير مما يقطع المجلس فى سجدة التلاوة".**(۱)

(کتاب الفتاویٰ:۲/۱۵۱۔۱۵۲)

## بعد تکبیر کچھ تکلم کر لینے سے تکبیر کا اعادہ نہیں کیا جائے گا:

سوال: تکبیر کے بعد اگر عمداً کچھ کہہ دیا مثلاً صف سیدھی کرنے کو کہا یا کوئی اور جملہ کہہ دیا تو کیا اس سے تکبیر کا اعادہ ضروری ہوگا؟ بینوا وتوجروا

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً ومسلماً

صف درست کرنے کے لئے کہنے یا تھوڑی سی بات کر لینے سے تکبیر کا اعادہ نہ کیا جائے گا۔

**فى الدر: صلى السنة بعد الإقامة أو حضر الإمام بعدها لايعيدها(بزازية)وينبغى إن طال الفصل أووجد ما يعد قاطعا كأكل أن تعاد.** (۳٦٨/۱)(۲) **والله أعلم بالصواب**

کتبہ: عبداللہ غفرلہ۔۲۴/۲/۱۴۰۳ھ۔الجواب صحیح: محمد حنیف غفرلہ۔(فتاویٰ ریاض العلوم:۲/۳۱۸۔۳۱۹)

## تکبیر پڑھتے وقت اگر غلطی ہوجائے تو کیا اقامت شروع سے پڑھے:

سوال: تکبیر پڑھتے ہوئے اگر غلطی ہوجائے،تو شروع سے پڑھے،یا جہاں سے غلطی ہو وہاں سے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

تکبیر پڑھتے ہوئے اگر کچھ چھوٹ جائے تو جس جگہ سے غلطی ہوئی ہے اسی جگہ سے صحیح پڑھے،شروع سے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند۔(فتاویٰ محمودیہ:۵/۴٧٠)

(۱) رد المحتار،آخر باب الأذان:۲/۷۰ ـ ۷۱۔

(۲) الدر المختار متن الرد،آخر باب الأذان،فروع،قبيل باب شروط الصلاة: ۱/ ٤٠٠،انيس

(۳) "وإذا قدم فى أذانه أوفى إقامة بعض الكلمات على بعض نحو أن يقول" أشهد أن محمدًا رسول الله" قبل قوله" أشهد أن لا إله إلا الله"،فالأفضل فى هذا أن ما سبق على أوانه لا يعتد به حتى يعيده فى أوانه أوموضعه، وإن مضى على ذلك جازت صلاته،كذا فى المحيط". (الفتاوىٰ الهندية،كتاب الصلاه،الباب الثانى فى الأذان، الفصل الثانى فى بيان كلمات الأذان والإقامة: ٥٦/١،رشيدية)

## کلماتِ اقامت کا جواب:

سوال: اقامت میں کلماتِ مؤذن کا جواب دینا مثل اذان کے مستحب ہے یا مؤکدہ؟ لیکن جبکہ امام کو "قد قامت الصلاۃ" پر نیت باندھنے کا حکم ہے، تو مقتدی بقیہ کلمات مؤذن کا جواب دے کر شریک جماعت ہوں، یا کیا؟

الجواب

مستحب ہے۔ (١) اور اس مستحب کے ادا کرنے کے لئے علامہ شامیؒ نے یہ فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ امام بعد ختم اقامت تکبیر تحریمہ کہے۔ (٢) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ٢/١٠١)

## اقامت کا جواب:

سوال: جس طرح اذان کا جواب دینا ہے، کیا اسی طرح اقامت کا بھی جواب دینا ہے؟ (عبدالبصیر، کوواڑ)

الجواب

جی ہاں! اذان کی طرح اقامت کا بھی جواب دینا چاہئے، فرق یہ ہے کہ اذان کا جواب دینا بعض حضرات کے نزدیک واجب ہے اور اقامت کا جواب مستحب۔ اقامت میں "**قد قامت الصلاة**" کے جواب میں "**أقامها اللّٰه و أدامها**" کہنا چاہئے: (٣)

"**(ويجيب الإقامة) ندباً إجماعًا (كا لأذان) ويقول عند "قد قامت الصلاة" "أقامها اللّٰه و أدامها"**. (٤)

(کتاب الفتاویٰ: ٢/١٤٨)

## جواب اقامت فقط مقتدی پر ہے یا سب پر:

سوال: جواب اقامت کا مقتدی اور امام اور فارغ عن الصلوٰۃ، سب دیں، یا فقط مقتدی؟

(١) (ويجيب الإقامة) ندباً إجماعاً (كالأذان). (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب الأذان، قبيل باب شروط الصلاة: ١/ ٣٧١، ظفير)

(٢) (وشروع الإمام) في الصلوٰة (مذ قيل "قد قامت الصلوٰة") لو أخر حتى أتمها لا بأس به إجماعاً الخ وهو أعدل المذاهب الخ وفي القهستاني معزياً للخلاصة: أنه الأصح. (الدر المختار)

لأن فيه محافظة علىٰ فضيلة متابعة المؤذن وإعانة له على الشروع مع الأمام. (رد المحتار، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة: ١/ ٤٤٧، ظفير)

(٣) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل مبارک بھی کتب حدیث میں ملتا ہے، چنانچہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت میں "قد قامت الصلوٰة" پر پہنچتے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت "أقامها اللّٰه و أدامها" فرماتے۔

"عن بعض أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن بلالا أخذ في الإقامة فلما أن قال: "قد قامت الصلوٰة، قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: " أقامها اللّٰه وأدامها". (سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٥٢٨، باب ما يقول إذا سمع الإقامة، محشی)

(٤) الدر المختار علىٰ هامش الرد، قبيل باب شروط الصلاة: ٢/ ٧١۔

الجواب

امام اور مقتدی سب دیں اور فارغ عن الصلوٰۃ بھی جواب دے۔

**فی الدر المختار: ولو تكرر أجاب الأول. وفی رد المحتار: ويظهر لی إجابة الكل بالقول لتعدد السبب وهو السماع كما اعتمده بعض الشافعية.(١)**

**قلت: دل علىٰ سببية السماع فإذا وجد السماع وجد الإجابة أيا من كان.(٢) والله تعالىٰ أعلم**

ذی قعدہ ١٣٢٢ھ (امداد صفحہ ٦٤ جلد ١)۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ١/١٨١-١٨٢)

## "قد قامت الصلوٰة" کے جواب کا حکم:

سوال: اذان کے جواب میں وہی کلمات دہرائے جاتے ہیں، تو اقامت کے دوران **"قد قامت الصلاة"** کے جواب میں کیا کہنا چاہئے؟

(١) الدر المختار مع رد المحتار، باب الأذان، مطلب فی كراهة تكرار الجماعة: ١/٣٩٧، ط: بيروت، انيس

(٢) فی الجواب بحث من وجوه:

أما الأول فلأن الرواية المنقولة متعلقة بالأذان، والسائل يستفتی عن حكم الإقامة؟

وجوابه: أنه استدلال بالنظير على النظير؛ لأن الإقامة فی الجواب مثل الأذان وهو ظاهر.

وأما الثانی فلأن سببية السماع فی غير الفارغين مسلم وأما الفارغون فلا؛ لأنه دعاء لغير الفارغين لا للكل. فيكون الجواب عليهم لا على الكل؟

وجوابه أن شرعية الجواب لمراعاة حسن الأدب مع داعی الله وهو لا يختص بغير الفارغين.

ويؤيد ماقلنا ماقال العلامة الشامی فی رد المحتار حيث قال: هل يجيب أذان غير الصلاة كالأذان للمولود؟ لم أره لأئمتنا، والظاهر نعم، ولذا يلتفت فی حيعلته كما مر، وهو ظاهر الحديث، إلا أن يقال: إن أل فيه للعهد، اه مافيه. (الدر المختار مع رد المحتار، باب الأذان، مطلب فی كراهة تكرار الجماعة: ١/٣٩٧، ط بيروت، انيس)

أقول: فإن كان للجنس والاستغراق فظاهر وإن كان للعهد فلا يضر فی ما نحن فيه لأنه يشمل ح كل أذان للصلاة و فيه المدعى. (یہ عبارت حاشیہ تصحیح الاغلاط صفحہ: ١ سے لکھی گئی)

اضافہ از سعید احمد پالنپوری:

لیکن مناسب یہ تھا کہ مندرجہ ذیل عبارت استدلال میں پیش کی جاتی۔

(ويجب الإقامة) ندبًا إجماعًا (كالأذان) ويقول عند "قد قامت الصلاة": "أقامها الله وأدامها" آه. (الدر المختار)(قوله إجماعا): قيد لقوله ندبا: أی إن القائلين بإجابتها أجمعوا على الندب ولم يقل أحد منهم بالوجوب كما قيل فی الأذان، آه. (رد المحتار، باب الأذان، قبيل باب شروط الصلاة: ١/٤٠٠، انيس)

مذکور عبارت اپنے اطلاق کی وجہ سے امام مقتدی اور فارغ عن الصلوۃ سب کو شامل ہے اور بالخصوص امام کے بارے میں مندرجہ ذیل حدیث بھی دلیل ہے۔

عن أبی أمامة أو عن بعض أصحاب النبی صلى الله عليه وسلم أنَ بلالا أخذ فی الإقامة فلما أن قال: قد قامت الصلوٰة، قال النبی صلى الله عليه وسلم "أقامها الله وأدامها" وقال فی سائر الإقامة كنحو حديث عمر فی الأذان. (سنن أبی داؤد: ١/٨٥، باب ما يقول إذا سمع الإقامة)

الجواب

احادیث مبارکہ میں مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم "قد قامت الصلاة" کے جواب میں "أقامها اللّٰه و أدامها" فرماتے تھے، اس لئے اقامت میں "قد قامت الصلاة" کے جواب میں "أقامها اللّٰه و أدامها" کہنا چاہئے۔

**قال العلامة الحصكفي: (ويجيب الإقامة) ندبًا إجماعًا (كالأذان) ويقول عند "قد قامت الصلاة" "أقامها اللّٰه و أدامها".**

**قال العلامة ابن عابدين (تحت قوله ويقول الخ): أى كما رواه أبو داؤد بزيادة "مادامت السمٰوات والأرض وجعلنى من صالحى أهلها".** (الدر المختار مع الرد: ١/٤٠٠، باب الأذان)(١)

(فتاویٰ حقانیہ: ٣/٦٠)

## "قد قامت الصلاة" کے وقت "أقامها اللّٰه و أدامها" کہنے کا ثبوت:

سوال: تکبیر کا جواب دیتے وقت "قد قامت الصلاة" کا جواب "أقامها اللّٰه و أدامها" سے دینے کا شرعاً کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟ (سائل: مولوی محمد اقبال، گوجرانوالہ)

الجواب

طحاوی میں حلبی وغیرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام "قد قامت الصلاة" کے وقت "أقامها اللّٰه و أدامها" کہتے تھے۔

**قال بعض الفضلاء: ويقول عندقد قامت الصلاة: أقامها اللّٰه و أدامها". وهكذا روى عن النبى صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم ذكره الحلبى وغيره، ومعنٰى أقامها اللّٰه أثبتها و أبقاها. آه.** (الطحطاوى: ١١٠)

**ويقول عند" قد قامت الصلاة" "أقامها اللّٰه و أدامها". آه.** (الدر المختار)

**(قوله ويقول) أى كما رواه أبو داؤد بزيادة "مادامت السموت والأرض وجعلنى من صالحى أهلها". آه.** (رد المحتار، آخر باب الأذان: ١/٢٩٤) **فقط واللّٰه أعلم**

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس، ملتان، ٩/٧/١٤٠٣ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ٢/٢٢٤)

☆☆☆

(١) **لما في الهندية: وإجابة الإقامة مستحبة هكذا فى فتح القدير وإذا بلغ قوله "قد قامت الصلاة" يقول السامع "أقامها اللّٰه وأدامها مادامت السمٰوات والأرض" وفى سائر الكلمات يجيب كما يجيب فى الأذان.** (الفتاوىٰ الهندية: ١/٥٧، الفصل الثانى فى كلمات الأذان والإقامة)